عصری تعلیم

ضرورت اہمیت افادیت

حسبِ حکم و پسند فرمودہ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن صاحب مفتاحی مدظلہم

تالیف

مفتی محمد مکرم محی الدین حسامی قاسمی

(استاذ دارالعلوم حیدرآباد)

باہتمام: ایمرا سی سی

عصری تعلیم

ضرورت ــــ اہمیت ــــ افادیت

حسبِ حکم و پسند فرمودہ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی مدّظلہم

(صدر دینی مدارس بورڈ و مجلس تحفظ ختم نبوّت ــــ تلنگانہ و آندھرا)

تالیف

مفتی محمد مکرم محی الدین حامی قاسمی

(استاذ جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد)

باہتمام: ایم اے سی سی

تفصیلات کتاب

نام کتاب	عصری تعلیم-ضرورت اہمیت افادیت
مؤلف	مفتی محمد مکرم محی الدین حسامی قاسمی
سن اشاعت	۱۴۴۲ھ م ۲۰۲۱ء
تعداد صفحات	۴۸
تعداد اشاعت	دو ہزار
باہتمام	ایم اے سی سی (ہیلپ لائن حیدرآباد)

برائے رابطہ

☆وفاق المکاتب حیدرآباد 7801068891

☆ایم اے سی سی (مفتی احسان احمد صدیقی صاحب) 9441427573

☆مفتی محمد مکرم محی الدین (مغل پورہ حیدرآباد) 9704095041

فہرستِ عناوین

ابتدائیہ

گزشتہ تین چار صدیوں سے مسلم قوم کی بدحالی و مظلومی میں اضافہ ہی ہو رہا ہے، ساٹھ کے قریب مسلم ممالک ہونے کے باوجود بھی امت مسلمہ بحیثیتِ مجموعی غیروں کے رحم و کرم پر ہوگئی ہے، اِدھر چند دہائیوں سے عالمی طور پر مسلمانوں کے حق میں حالاتِ زمانہ نازک سے نازک تر ہوتے جارہے ہیں، یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ صورتحال اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے، مسلم قوم کا یہ حشر کوئی راتوں رات نہیں ہوا ہے بلکہ یہ برسوں کے جمود و غفلت کا قدرتی و منطقی انجام ہے ”اللہ اِس طرح حق و باطل کی مثال بیان کرتے ہیں کہ جھاگ تو ضائع ہوجاتے ہیں اور جو چیز انسان کے لئے نفع بخش ہے، وہ زمین میں باقی رہ جاتی ہے، اسی طرح اللہ مثالیں دیتے ہیں“ ۔(سورۃ الرعد:۷)

مسلمانوں نے جب سے انسانی سماج کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان کو شرعی حدود میں رہ کر پورا کرنے سے اپنے آپ کو کنارہ کش کرلیا تو سماج نے ان کو انسانوں کے گروہ ہی سے گویا خارج کردیا اور جب سے مسلمانوں نے عصری علوم کے میدان کو خالی کردیا تو ان کی نسلیں ایک عجیب دو راہے پر آکر پھنس گئیں، اگر دینی علوم کے راستے کو اختیار کرتی ہیں تو معاشرہ ان کی علمی لیاقت اور افادیت کو آسانی سے تسلیم نہیں کرتا اور اگر عصری علوم کے میدان کو اپناتی ہیں تو دین کا سلامت رہنا ،ایک سخت امتحان کی چیز بن جاتا ہے اور اب جب سے حکومت ہند کی نئ تعلیمی پالیسی منظرِ عام پر آئی ہے، اگر خدانخواستہ اس کا نفاذ ہو تو عصری اداروں کے طلبہ کا ایمان باقی رہنا بھی بعض فکرمند علماء کے مطابق مشکل معلوم ہوتا ہے، العیاذ باللہ العظیم، اِس صورتحال کا دوسرا نقصان یہ ہوا کہ خود مسلمانوں کی صفوں میں بھی ایک طرح کا خلفشار پیدا ہوگیا اور دینی تعلیم یافتہ اور عصری تعلیم یافتہ طبقہ کے درمیان ایک زبردست خلیج قائم ہوگئی، دونوں کی زبان و نفسیات الگ، سوچ و فکر کا طریقہ

اور ترجیحات مختلف، ایک دوسرے کے تعلق سے ذہن وگمان منفی، غرض ان دونوں طبقوں کے باہمی رشتوں میں ایک سرد مہری کی فضاء قائم ہوگئی۔

عصری علوم جب تک مسلمانوں کے دسترس میں تھے اور علم وتحقیق کی قیادت ان کے پاس تھی تو ایک طرف تو ان کا عروج اور ان کی دھاگ بھی پورے عالم پر قائم تھی تو دوسری طرف ان عصری علوم کی آبرو بھی باقی تھی، آج عصری علوم سے عملی طور پر اخلاقیات کا جو دیوالیہ نکل چکا ہے، اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی، ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنی پوری مسلمانیت کے ساتھ اس میدان کی باگ ڈور دوبارہ سنبھالیں، اپنے درخشاں ماضی سے حوصلہ لیں، سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں اسلاف کے محیر العقول کارناموں سے واقف ہوں اور اقوامِ عالم کے مقابلہ میں ہر قسم کی قوت تیار رکھنے کے قرآنی حکم پر ایک نئے عزم اور مضبوط ارادے کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔

بندے کے استاذ ومرشد سید الملت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی دامت برکاتہم العالیہ اپنے مواعظ وارشادات کے ذریعہ اِس یاس وخطرات کے ماحول میں اپنے متوسلین اور عامۃ المسلمین کو اس موقع کی اسلامی تعلیمات اور نبوی ہدایات کی تلقین فرماتے رہتے ہیں، رضا بالقضاء کے ساتھ ساتھ عمدہ سے عمدہ حکمت عملی اختیار کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ حضرت کے مجالسِ وعظ میں حاضری سے امید وہمت بندھتی ہے اور کام کرنے کا نیا حوصلہ ملتا ہے پھر حضرت ہی کی توجہات سے کام پایہ تکمیل کو بھی پہنچتا ہے،

حضرت کی مجالس سے ہر شعبۂ زندگی سے وابستہ افراد فائدہ اٹھاتے ہیں، عصری تعلیم یافتہ طبقہ اور اسکول اور کالجس کے ذمہ داران اور وہاں تعلیم پانے والے طلباء کی ایک بڑی تعداد حضرت کے دامنِ فیض سے وابستہ ہے، حضرت والا ان کی بھی ان کے میدانِ عمل کی مناسبت سے

حکیمانہ رہنمائی فرماتے ہیں، جس سے ان کی زندگیوں میں غیر معمولی صالح انقلاب، اخلاق و نیات کی پاکیزگی، اپنے ہدف سے لگن اور خدمتِ خلق کے قابلِ رشک جذبات دیکھے گئے۔

ایک حاضری کے موقع پر حضرت والا نے موجودہ حالات کے تناظر میں بعض خاص موضوعات پر تسہیل و ترتیب کے ساتھ مختصر مواد یکجا کرنے کی ضرورت ظاہر فرمائی تاکہ ایک نظام کے مطابق اس کی روشنی میں برادران اسلام کی تربیت و ذہن سازی کی جائے، حضرت نے مفتی احسان احمد صدیقی صاحب زید مجدہم کے ذریعہ بھی اس سلسلے میں بندے کو مکرر حکم فرمایا، بندے نے ان مختلف موضوعات میں سے ''عصری تعلیم ضرورت و اہمیت اور افادیت'' کے موضوع کو اختیار کیا، ایک تو اس وجہ سے کہ بندہ بھی بحمد اللہ اسکولی تعلیم انگریزی میڈیم سے اور بی کام، ایم اے اردو میڈیم سے حاصل کیا ہوا ہے، دوسرے یہ کہ بندے کے تمام بھائی بہن بفضلہٖ تعالیٰ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور والد صاحب کی تربیت و نگرانی اور والدہ محترمہ کی دعاؤں کی برکت سے پابندِ شرع بھی ہیں، اس بنا پر خیال ہوتا تھا کہ اس حوالے سے اسلاف کی تاریخ اور ان کے کارناموں سے خود بھی واقف ہوا جائے اور عصری تعلیم یافتہ طبقہ کے سامنے بھی ان تفصیلات کو لایا جائے، اس طریقہ سے اسلامی تاریخ سے ان کا رشتہ استوار ہوگا اور اس میدان میں مزید ترقی کرنے کا بھی حوصلہ ملے گا۔

اس پسِ منظر میں بندے نے اللہ کا نام لے کر اس موضوع کی بعض مفید کتابوں کو سامنے رکھتے ہوئے، ایک مختصر سا مواد ہفتہ عشرہ میں تیار کرلیا تھا، جو ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گیا، یہ تحریر جب حضرت والا کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضرت نے نہ صرف اس کو پسند فرمایا بلکہ اسے علیٰحدہ طور پر بھی شائع کر کے عام کرنے کو فرمایا، بندہ اس نعمت پر خدا کا شکر بجالاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت والا کے سایہ عاطفت کی بعافیت و صحت درازگی کا خواستگار رہے۔

بندے کی بڑی پھوپھی محترمہ افسر سلطانہ صاحبہ (ایم - اے، ایم - ایڈ سابق لیکچرار ریلوے

ڈگری کالج حال مقیم امریکہ زوجہ ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب حفظہما اللہ) جو ایک دیندار تقوی شعار اور خاندان کی بزرگ وسرپرست خاتون ہیں، انھوں نے اس رسالے کو اپنی جانب سے شائع فرمانے کی ذمہ داری لے کر بندہ کی ہمت افزائی فرمائی اور اس کار خیر میں اپنی شمولیت فرمائی، اللہ تعالیٰ موصوفہ کو اور بندے کے جملہ اساتذہ و بزرگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس رسالہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور خاص طور عصری تعلیم یافتہ طبقہ کے حق میں مفید فرمائے آمین

محمد مکرم محی الدین

۶/ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۲ھ

تعلیم کی اہمیت:

تعلیم انسان کا زیور ہے، تعلیم انسان کو بلندیوں تک پہونچاتی ہے، تعلیم کی وجہ سے انسان کو اپنے نفع اور نقصان کی پہچان ہوتی ہے، تعلیم کے راستے سے انسان اپنے ملک ومعاشرہ کی بہتر انداز میں خدمت انجام دے سکتا ہے، تعلیم یافتہ انسان سماج کا عزت دار شہری ہوتا ہے، تعلیم سے انسان کی معاشی ترقی کی راہیں بھی ہموار ہوتی ہیں۔

اسلام نے تعلیم حاصل کرنے پر بہت زور دیا ہے، قرآن پاک کی سب سے پہلی وحی پڑھنے لکھنے کے بارے میں نازل ہوئی جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بار بار پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: پڑھو اپنے پرودگار کا نام لیکر جس نے سب کچھ پیدا کیا اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے پڑھو اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے جس نے قلم سے تعلیم دی۔ (سورۃ العلق: ۱۔۴)

تعلیم ایسی قیمتی اور خوبی کی چیز ہے جس کی بنیاد پر اسلام نے جانوروں میں تک فرق رکھا ہے، چنانچہ شکار سیکھا ہوا تعلیم یافتہ کتے کا شکار حلال ہے اور غیر تعلیم یافتہ کتے کا شکار حرام ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: جن شکاری جانوروں کو تم نے اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق سکھا سکھا کر سدھالیا ہو/ تیار کرلیا ہو وہ جس جانور کو (شکار کر کے) تمہارے لئے روک رکھیں اس میں سے تم کھا سکتے ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو۔ (سورۃ المائدۃ: ۴)

عصری تعلیم کو اللہ اور اس کے رسول نے کبھی نا قدری کی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ اگر کوئی انسان اچھے مقصد اور پاکیزہ جذبہ کے ساتھ عصری تعلیم حاصل کرے تو اس کو ثواب اور فائدے کی چیز بتلایا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص محنت وعمل کرتا ہے اور اپنی کاریگری وفن میں ثواب اور خیر کی نیت رکھتا ہو تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے مانند ہے، جنہوں نے اپنے ہی بچے کو دودھ

پلایااوراس پراجرت ومعاوضہ بھی پایا اھ۔ اسی طرح جو بندہ صنعت کاری کرتا ہےاوراس میں پاکیزہ نیت رکھتا ہےتواس سے اس کا اپنا معاش بھی مستحکم ہوتا ہےاوراس پراجروثواب بھی ملتا ہے۔(تفسیرابن کثیرسورۃ القصص:۱۲)

عصری علوم کے شعبے:

ماہرینِ تعلیم کے مطابق عصری وسائنسی علوم کے تین بڑے شعبے ہیں:

(۱)حیاتیات(Biology) (۲) کیمیاء(Chemistry)

(۳)طبیعات(Physics)

حیاتیات میں تمام جانداروں،ان کی اشکال وحرکات،ان کی نشونما،ان کے اندرونی وبیرونی اعضاء پرتحقیق وریسرچ سے لےکرطب وعلاجات تک بحث کی جاتی ہے،

کیمیاءمیں مادے(Matter)اورذرّے(Item) کی ترکیب،بناوٹ اوراس کےخواص احوال وافعال کے بارے میں بحث کی جاتی ہے،کائنات میں بکھرے ہوئے جامد وسیال اورگیس والےعناصراورمرکبات کی تحقیق بھی اس علم کا حصہ ہے،

طبیعات میں قوانینِ فطرت یعنی زماں،مکاں،مادہ اورتوانائی کا مطالعہ کیا جاتا ہے نیز کائنات کی تشکیل اوراس کانظم وضبط کو برقراررکھنے کےسلسلے میں ان کے کردار کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

سائنس کےان مرکزی تین علوم کی دسیوں ذیلی شاخیں ہیں اورتقسیم درتقسیم بھی ہے،مثال کے طور پرصرف حیاتیات کے ذیل میں جملہ حیوانات،نباتات جرثومےاوروائرس وغیرہ کے حقائق پر بحث کی جاتی ہے،بقیہ دوعلوم کا بھی یہی حال ہے،اس کےعلاوہ ریاضی(Mathematics)ایک ایساعلم ہے جوسائنس کی تمام ہی شاخوں سے گہرارشتہ رکھتا ہے، بلکہ اس بات کے کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ سائنس کا کوئی شعبہ ایسانہیں جوریاضی کی مدد کے بغیر چل سکتا ہواورفلسفہ توبعض نامورمحققین کے مطابق

ان تمام علوم کی گویا ماں ہے، فلسفہ تین چیزوں سے بحث کرتا ہے (۱) حقیقت کیا ہے (۲) علم کیا ہے اور موجودات کیوں کر ممکن ہیں (۳) اعلیٰ ترین نصب العین یا مقصد حیات کیا ہے؟

بعض دیگر حضرات نے عصری اور سائنسی علوم کی مزید وسیع پیمانے پر تین اقسام نکالی ہیں اور باقی علوم کو ان کا تابع رکھا ہے

(۱) مادی علوم (Physical Sciences)

مادی علوم میں آسمان و زمین اور مادے کی مختلف اشکال و متعلقات سے بحث ہوتی ہے، مادی علوم میں درجِ ذیل علوم زیرِ بحث آتے ہیں:

علم طبیعات(Physics)	علم ہیئت(Astronomy)
علم تخلیقات (Cosmology)	علم کونیات(Cosmogony)
علم جغرافیہ (Geography)	علم کیمیاء (Chemistry)
علم آثار قدیمہ (Archaeology)	علم طبقات الارض(Geology)
علم موسمیات (Meteorology)	علم ہندسہ(Geometry)
فن تعمیر (Architectonics)	علم برقیات(Electronics)

(۲) حیاتیاتی علوم (Biological Sciences)

حیاتیاتی علوم میں زندگی اور اسکی نشو ونما سے متعلق تمام علوم شامل ہیں، ان علوم کے دائرہ کار میں تمام جاندار اشیاء آجاتی ہیں، انسانی اور حیوانی زندگی، حشرات الارض، سمندری مخلوقات اور نباتات وغیرہ ان علوم کا موضوع ہیں؛

علم حیاتیات (biology) علم حیوانات (zoology)

علم الطب(medical science) علم نباتات (botany)

علم الجنین (embryology) علم تشریح الاعضاء (anatomy)

اورعلم الجراحات(surgery)

وغیرہ اس ذیل میں آتے ہیں۔

(۳) نفسیاتی علوم(psychological sciences)

نفسیاتی علوم میں انسان کے شعور اور اس کے رویّوں سے بحث ہوتی ہے، یہ علوم انسان کی فکری اور نظری سمتوں کی وضاحت کرتے ہیں ،نفسیاتی علوم کے زمرے میں فلسفہ (philosophy) ،اخلاقیات (ethics) ،نفسیات (Psychology)،صحافت (journalism) ،قانون (law)،تعلیم (education)،زبان وادب (literature)،سیاسیات (political science) معاشیات (economics) ،تاریخ (histiography) ،عمرانیات (sociology) اور تمام فنونِ لطیفہ (fine arts) وغیرہ آتے ہیں۔

نزولِ قرآن کا اصل مقصد:

ہر چند کہ قرآن پاک کے نزول کا اصل مقصد، بندگانِ خدا کو اللہ کی مرضیات سے آگاہ کرنا ،آخرت کی تیاری پر انہیں آمادہ کرنا، اور دنیا وآخرت کی کامیابیوں کے راستے کی رہنمائی کرنا ہے، قرآن پاک کی جملہ آیات اسی مقصد کو ثابت کرنے اور اسی کی تائید وتقویت کے لئے نازل ہوئی ہیں۔

قرآنی علوم:

تاہم اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ضمنی طور پر بہت سارے کائناتی مسائل اور سائنسی حقائق کے اشارے بھی قرآن پاک میں پائے جاتے ہیں، قرآن پاک علوم ومعارف کا بحرِ بے

کراں ہے، اوّلین و آخرین کے علوم اس میں جمع ہیں، اسکے عجائبات غیر مختتم ہیں، علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

ما من شیئ الا یمکن استخراجه من القرآن لمن فهمه الله (الاتقان: 2/126)

کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں جسے آپ قرآن سے معلوم نہ کرسکیں؛ لیکن یہ علوم و معارف اس پر آشکارا ہوتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ خصوصی فہم سے نوازیں۔

قاضی ابوبکر ابن العربیؒ کا بیان ہے کہ قرآن پاک کے کلمات کی تعداد جتنی ہے؛ قرآن پاک میں موجود علوم کی تعداد بھی اتنی ہی ہے؛ علامہ موصوف نے اس حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف کیا کہ قرآنی علوم کی تعداد 77450 ہے، یہی تعداد قرآن پاک کے کل کلمات کی بھی ہے، **ان علوم القرآن خمسون علما واربع ماة علم وسبعة الاف وسبعون الف علم علی عدد کلم القرآن**۔ (قانون التاویل:540)

ذیل میں ان عصری وسائنسی علوم کو پیش کیا جارہا ہے جن پر قرآن پاک؛ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظیم الشان قدرت اور وحدانیت کو ثابت کرنے کے دوران روشنی ڈالتا ہے۔

فلسفہ اور قرآن:

پڑھو اپنے پروردگار کا نام لیکر جس نے سب کچھ پیدا کیا، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھو اور تمہارا پرودگار سب سے زیادہ کرم والا ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورۃ العلق آیت نمبر ۱ تا ۵)

یہ سورہ علق کی ابتدائی آیات ہیں جو قرآن پاک کی اولین وحی بھی ہے، بعض معاصر اہلِ علم کے مطابق ان پانچ آیات میں علوم ومعارف کا ایک جہاں پوشیدہ ہے، چنانچہ

پہلی آیت: الٰہیات اور اخلاقیات کی علمی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ خدا وہی ہوتا ہے جو خالق

ہونے کی صفت رکھتا ہو، اور خلق کی یہ اخلاقی وشرعی اور فطری ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ بحیثیتِ معبود صرف اسی پاک ذات کا نام لے۔

دوسری آیت: حیاتیات اور جنینیات کی سائنسی حقائق کا انکشاف کرتی ہے کہ مادرِ رحم میں جنین کی شکل وصورت کیا ہوتی ہے اور وہ کن تخلیقی مراحل سے گزرتا ہے۔

تیسری آیت: انسان کو عقیدہ اور فلسفۂ حیات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ انسان پر سب سے بڑا کرم واحسان اس کے پروردگار کا ہے لہٰذا اسکو زندگی بھر اپنے پرودگار کا احسان مند بن کر رہنا چاہئے۔

چوتھی آیت: فلسفۂ علم وتعلیم اور ذرائعِ علم پر روشنی ڈالتی ہے۔

پانچویں آیت: میدانِ علم کی وسعتوں سے پردہ اٹھاتی ہے اور اس جانب انسان کے شوق اور جستجو کو حوصلہ دیتی ہے۔(مستفاد از اسلام اور جدید سائنس:77)

غرض ان آیات میں خالق کا تعارف اور خلق کی حقیقت، خالق اور مخلوق کا باہمی رشتہ، علم اور ذرائع علم کو زیر بحث لایا گیا، فلسفہ کا موضوع اسی قسم کے مباحث ہوا کرتے ہیں۔

حیاتیات یا جنینیات اور قرآن:

قرآن پاک نے رحمِ مادر میں جنین کے تخلیقی مراحل پر اور وہاں کے ماحول پر جو روشنی ڈالی ہے؛ موجودہ سائنس اس پر حرف بحرف ایمان رکھتی ہے، قرآن پاک کہتا ہے:

ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا کر ایک محفوظ مقام میں رکھا، پھر نطفہ کو جما ہوا خون بنا دیا پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کی بوٹی بنا دیا پھر گوشت کی بوٹی میں سے ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا پھر ہم نے اس کو ایک نئی صورت میں اٹھا کر کھڑا کر دیا غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے۔(سورۃ المومنون:۱۲ تا ۱۴)

قرآن پاک کے اسلوب و بیان سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ جنین میں قوتِ باصرہ سے پہلے قوتِ سامعہ تشکیل پاتی ہے، ارشاد ربانی ہے: پھر اس کو درست کیا اس میں اس کی روح پھونکی اور تمہارے لئے کان آنکھ اور دل بنائے۔ (سورۃ السجدہ:۹)

عصرِ حاضر کے سائنسدانوں کی یہی تحقیق ہے اور ان لوگوں نے اس معاملہ میں قرآن کی صداقت کا صاف لفظوں میں اعتراف بھی کیا ہے۔

کینڈا کی ٹورنٹو یونیورسٹی کے شعبہ اناٹومی کے پروفیسر ڈاکٹر کیتھ ایل مور لکھتے ہیں: ''کانوں کے اندرونی عضویات آنکھوں کی ابتداء سے پہلے ظاہر ہوتے ہیں'' چنانچہ سورہ سجدہ کی آیت نمبر ۹ بھی یہی حقیقت بیان کرتی ہے۔ (اسلام اور جدید سائنس: ۵۲۵)

بطنِ مادر میں جہاں جنین کی تشکیل ونشو ونما ہوتی ہے وہاں کے ماحول اور جنینی دنیا پر بحث کرتے ہوئے قرآن پاک کہتا ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ تم کو تمہاری ماوں کے پیٹ میں تین تاریکیوں کے اندر ایک شکل کے بعد دوسری شکل میں بناتے جاتے ہیں یہی اللہ ہے جو تمہارے پروردگار ہیں اسی کی بادشاہت ہے، اسکے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کدھر بہکے جا رہے ہو۔ (سورۃ الزمر:٦)

جدید سائنس نے بھی اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو تخلیق ۳/ پردوں سے ہوتی ہے:

(۱) Ecto Derm جسمیں اللہ تعالی جلد اور اس کے متعلقات کی ابتدائی شکلیں بناتے ہیں۔

(۲) Meso Derm جسمیں اللہ تعالی ہڈیوں اور گوشت کی ابتدائی شکلیں بناتے ہیں۔

(۳) Endo Derm جسمیں ہضمی نظام کے اعضاء پیشاب کی تھیلی اور دیگر غدود کی

ابتدائی شکلیں بناتے ہیں۔(آسان تفسیر قرآن مجید سورہ زمر آیت:6)

فلکیات اور قرآن:

سائنسدانوں کی تحقیق یہ ہے کہ ابتدا میں کائنات کا مادہ جمود اور سکون کی حالت میں تھا، یہ ایک بہت ہی سکڑی ہوئی اور گُھٹی ہوئی انتہائی گرم گیس تھی، ایک محتاط اندازے کے مطابق آج سے پندرہ ارب سال پہلے ایک زبردست دھماکہ Big Bang کے ذریعہ کائنات پھٹ پڑی اس کے ساتھ ہی اس کے ٹوٹے ہوئے اجزاء چاروں طرف پھیلنے لگے اور اس کے نتیجہ میں افلاک اور اجرامِ سماوی کا یہ سلسلہ وجود میں آیا، اس بارے میں قرآن پاک منکرین کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے کہتا ہے: کیا منکرین نہیں دیکھتے کہ زمین و آسمان دونوں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ دیا۔(سورۃ الانبیاء:۳۰)

قرآن پاک کی اس آیت میں حقائق و معانی کا ایک سمندر پوشیدہ ہے، سلفِ صالحین سے اس کی متعدد تفسیریں منقول ہیں تاہم ایک جماعت کا خیال ہے کہ اسمیں کائنات کی تخلیق اور اس کے کیمیائی ارتقاء پر معجزانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔(مذہب اور جدید چیلنج:۱۷۱/اسلام اور جدید سائنس ۲۷-۳۱۵) سورج اور تمام ستاروں کی گردش کے بارے میں قرآن پاک کہتا ہے کہ سب کے سب ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔(سورۃ الانبیاء:۳۳)

ماہرین فلکیات کا خیال ہے کہ بسیط اور لطیف خلاء میں اجرامِ سماوی کی گردش کے لئے تیرنے سے بہتر کوئی تعبیر نہیں ہوسکتی۔(مذہب اور جدید چیلنج:۱۷۰)

ارضیات اور قرآن:

پہاڑوں کے بارے میں قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کہا گیا ہے کہ وہ زمین کا توازن برقرار رکھنے کے لئے ہے مثلاً فرمایا:

اور زمین پر پہاڑ بنادئے تاکہ زمین تم کو لیکر جھک نہ پڑے۔(سورۃ لقمان:۱۰)

ان الفاظ کے نزول کے پورے تیرہ سو برس تک انسانی علم پہاڑوں کی اس حیثیت کے بارے میں بالکل بے خبر تھا، مگر اب جغرافیہ اس سے آشنا ہو چکا ہے اور جدید جغرافیائی اصطلاح میں اسکو توازن (Isostasy) کہا جاتا ہے۔(مذہب اور جدید چیلنج:۱۷۵)

اسی طرح قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ:

زمین پر ایک وقت ایسا گزرا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پھاڑ کر پھیلا دیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے:
اس کے بعد خدا نے زمین کو پھیلایا اور اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا۔ (سورۃ النازعات:۳۰-۳۱)

یہ الفاظ جدید ترین نظریہ ''انتشارِ برِّ اعظم'' (Theory Of Drifting Continent) کے عین مطابق ہے، اس نظریہ کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے تمام برّاعظم کسی زمانہ میں ایک ہی بڑی زمین کے حصے تھے اس کے بعد وہ پھٹ کر سطح زمین پر اِدھر اُدھر پھیل گئے اور بھرے ہوئے سمندروں کے اردگرد برِّ اعظموں کی ایک دنیا آباد ہوگی۔(مذہب اور جدید چیلنج:۱۷۶)

ریاضی اور قرآن:

قرآن پاک میں ترکہ ومیراث کی تقسیم کے سلسلہ میں صرف دو تین آیتیں موجود ہیں احادیث بھی محض گنتی کی تعداد میں موجود ہیں، ان کی روشنی میں علمائے اسلام نے علم المواریث کے نام سے ایک مستقل فن کی داغ بیل ڈالی ہے، اس فن میں جس باریکی اور حساب کتاب سے میت کے پسماندگان کو ان کا حق دیا جاتا ہے وہ بجائے خود ریاضی کی دنیا کا بہت بڑا کارنامہ ہے، ریاضی کی یہ ترقی اور عروج بلا شبہ قرآن پاک ہی کے طفیل ہے۔

''وہی خدا ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا اور چاند کو روشن بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کردیں تاکہ تم سالوں کی تعداد اور حساب جان سکو۔(سورہ یونس:۵)

غذائیات اور قرآن:

قرآن پاک نے متوازن غذا اور حفظانِ صحت کے اصول کو محض ایک جملہ میں سمو کر رکھ دیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کھاؤ پیو اور حد سے مت نکلو بے شک اللہ تعالی حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ (سورۃ الاعراف:۳۱)

ایک نصرانی طبیب نے اس آیت کو سن کر تبصرہ کیا تھا کہ مسلمانوں کی اس مذہبی کتاب نے کھانے پینے کے بارے میں یہ ہدایت دے کر حکیم جالینوس کو بھی فارغ کر دیا ہے۔ (الآداب الشرعیہ ۲ / ۳۵۳)

اس کے علاوہ کئی ایک مفید خوراوں کی فہرست بھی قرآن پاک میں ملتی ہے، گوشت خاص طور پر مچھلی کا، دودھ، شہد، انجیر، زیتون، کھجور خاص طور پر حاملہ عورت کے لئے، انگور وغیرہ کا نہ صرف تذکرہ موجود ہے بلکہ کسی کسی جگہ ان کے خواص وفوائد کی جانب بھی اشارے کر دئے گئے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات وفرمودات میں بھی غذائیات اور صحت وطب کے حوالے سے ایک بہت بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غذا، دوا، پرہیز اور علاج کے مختلف طریقوں کی بے مثال رہنمائی فرمائی ہے، علامہ ابن القیم نے اپنی عظیم الشان تصنیف زاد المعاد کی جلد چہارم میں طبِّ نبوی کے یہ سارے جواہر پارے جمع کر دئے ہیں، بلکہ حروفِ تہجی کے اعتبار سے ان تمام دواؤں اور غذاؤں کی مکمل فہرست دی ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت اور منقول ہیں۔ (زاد المعاد: فصل فی ذکر شئ من الادویۃ والاغذیۃ المفردۃ التی جاءت علی لسانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبۃ علی حروف المعجم: ۴ / ۲۶۰)

فلاحی ریاست اور قرآن:

ریاست، پوری کائنات کا ایک ادنیٰ ترین جزء ہے، قرآن مجید پوری کائنات کا حاکمِ اعلیٰ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی اکیلی ذات کو قرار دیتا ہے، جو اس وسیع کائنات کا خالق ہے، ان الحکم الا

للہ: حاکمیت اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے (سورۃ یوسف: ۴۰) اس لحاظ سے یہ بات تو طے ہے کہ ریاست میں خدائی قانون ہی کی بالا دستی قائم رہے گی اور اسی کی روشنی میں ملکی انتظام چلایا جائے گا، البتہ اب یہ بحث باقی رہ جاتی ہے کہ ایک فلاحی اور مثالی ریاست کی خوبیاں کیا ہونی چاہئے؟ شہریوں کے بنیادی حقوق کیا ہونے چاہئے؟ ریاستی اداروں کو ترجیحی طور پر کن چیزوں کی طرف متوجہ رہنا چاہیے؟ اس کا جواب بھی ہمیں اسی خدائی قانون سے بصراحت مل جاتا ہے جس کی بالا دستی ایک فلاحی ریاست کی تشکیل کے لئے اصل الاصول کا درجہ رکھتی ہے۔

قرآن مجید کہتا ہے: اللہ ایک بستی کی مثال دیتا ہے جو بڑی پرامن اور مطمئن تھی اس کا رزق اس کو ہر جگہ سے بڑی فراوانی کے ساتھ پہنچ رہا تھا، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کر دی، تو اللہ نے ان کے کرتوت کی وجہ سے ان کو یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف ان کا پہننا اوڑھنا بن گیا۔ اور ان کے پاس انہی میں سے ایک پیغمبر آیا تھا، مگر انہوں نے اس کو جھٹلایا، چنانچہ جب انہوں نے ظلم اپنا لیا تو ان کو عذاب نے آ پکڑا۔ (سورۃ النحل آیت نمبر ۱۱۲-۱۱۳)

اس آیت کے مضمون میں غور کرنے سے بے تکلف، مثالی ریاست کی تین خصوصیات سامنے آتی ہیں:

(۱) عدلیہ کا ایسا مضبوط نظام موجود ہو کہ ہر طرف امن کا دور دورہ ہو اور ظلم و جرائم پر روک لگی ہوئی ہو۔

(۲) معیشت ایسی مستحکم ہو کہ رزق کی فراوانی ہو، روزگار کے مواقع میسر ہوں، خوشحالی کا دور دورہ ہو اور کوئی شہری افلاس اور بھوک سے بدحال نہ ہو۔

(۳) تعلیم اور اخلاقیات کا ایک ایسا زبردست تربیتی نظام موجود ہو کہ ہر باشندہ، حق اور صداقت کی بات قبول کرنے کے لئے تیار ہو اور کوئی شہری ضروری اور بنیادی تعلیم سے محروم نہ ہو۔

اس مضمون کی آیات سورۃ بقرہ اور سورۃ ابراہیم میں بھی ملتی ہیں، ان آیات کے مشمولات میں سیاستِ مدنیہ میں دلچسپی رکھنے والوں نیز IAS اور IPS کی تعلیم پانے والوں کیلئے ہدایت کا بہت کچھ سامان موجود ہے، قرآن مجید کی رو سے ریاست کے ذمہ دار بلکہ ہر صاحبِ عہدہ میں دو صفات کا ہونا بے حد ضروری ہے، ایک حفظ وامانت کا مزاج اور دوسرے اس میدان کی علمی لیاقت، اول سے ریاست ،مضبوطی واستحکام کی جانب گامزن ہوگی اور بدعنوانیوں سے پاک وصاف اور شفاف رہے گی اور دوسری صفت کی برکت سے ہمہ جہتی ترقی کی طرف رواں دواں ہوگی۔

سورۃ یوسف میں ہے: پھر جب بادشاہ نے یوسف سے گفتگو کی تو کہا: آج سے تم ہمارے پاس صاحبِ اختیار اور قابلِ اعتماد ہو، یوسف نے کہا کہ: آپ مجھے ملک کے خزانوں (کے انتظام) پر مقرر کر دیجیے، یقین رکھیے کہ مجھے حفاظت کرنا خوب آتا ہے (اور) میں (اس کام کا) پورا علم رکھتا ہوں۔ (سورۃ یوسف:55)

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی ان اعلیٰ صفات کو بروئے کار لاتے ہوئے، مصر کی معیشت کو معاشی بحران کے سخت ترین زمانے میں جو سنبھالا دیا تھا اور برسوں پہلے اس کے لئے جو منصوبہ بندی فرمائی تھی اور قحط کے زمانے میں جس حُسنِ انتظام سے رعایا کے درمیان غذائی اجناس کی تقسیم فرمائی تھی، وہ اپنے آپ میں بجائے خود ایک کھلا معجزہ ہے، شماریات (Statistics) جو اس دور میں ایک باقاعدہ علم اور مستقل فن کی شکل اختیار کر چکا ہے، اس کے متخصصین کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس طرزِ عمل میں سیکھنے کی بہت کچھ چیزیں موجود ہیں۔ (ملاحظہ ہو، عہدِ نبوی میں نظامِ حکمرانی: بحث قرآنی تصورِ مملکت: ۱۰۷ تا ۲۳۴ ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم)

عصری علوم اور احادیثِ مبارکہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام علوم وفنون کی تحسین وحوصلہ افزائی فرمائی جن سے بندگانِ خدا کو

فائدہ پہنچتا ہے؛ بلکہ اس سلسلے میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ماہرین سے استفادے کی سنت کو بھی جاری فرمایا؛

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک ارشاد ہے:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعه (مسلم شریف: ۲۱۹۹)

تم میں سے جو کوئی بھی اپنے کسی بھائی کو نفع پہچانے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ ضرور اس کو نفع پہنچائے۔

(۲) حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ جب صاحبزادۂ گرامی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں کوئی شگاف وسوراخ نظر آیا جو بند کرنے سے رہ گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اس سوارخ کو بند کرو کیوں کہ یہ کام طبیعت کو اچھا لگتا ہے، اور یقینا اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتے ہیں کہ جب بندہ کوئی کام کرے تو اس کو صفائی اور مضبوطی سے کرے۔(تاریخ المدینۃ: ۱/ ۹۸، مسند ابویعلی: ۴۳۸۶)

علامہ مناوی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: ہر صنعت کار و کاریگر پر لازم ہے کہ اللہ نے جو ہنر وفن اس کو سکھلایا ہے اس کا صحیح اور ماہرانہ استعمال کرے اور خلقِ خدا کو فائدہ پہنچانے کی نیت رکھے، محض اپنے فن اور صلاحیت کو بچانے اور تازہ رکھنے کی نیت سے مصروفِ عمل رہنا یا اجرت ومزدوری کے حساب سے اپنی خدمات اور خداداد صلاحیتوں کو کم زیادہ کر دینا؛ مناسب چیز نہیں؛ بلکہ یہ اللہ کے دئے ہوئے فن کے ساتھ ناقدری ہے اس سے فن کا کمال سلب ہوجانے کا بھی اندیشہ ہے۔(فیض القدیر: ۲/ ۲۸۶)

(۳) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ ایسے بندے کو پسند فرماتے ہیں جو اپنے فن کا ماہر ہو، "إن اللہ عز وجل یحب العبد الحاذق فی صنعته" (قوت القلوب: ۲/ ۷۴۳)

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص کو کاری زخم لگا، طبیب کو بلانے کی ضرورت ہوئی تو اس شخص نے بنی انمار کے دو طبیبوں کو بلایا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہاں موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر فرمایا: أیکما اطب: طب کے معاملہ میں تم میں سب سے زیادہ مہارت کس کو ہے؟ (مؤطا مالک: باب تعالج المریض: ۱۲)

علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: اس ارشادِ گرامی سے معلوم ہوا کہ ہر علم وفن میں ایسے آدمی کی خدمات لینی چاہیئے جو اس میدان کا ماہر ہو۔ (زادالمعاد: ۴/ ۱۲۱)

اس پاک ارشاد میں اس بات کی جانب بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ ہر علم وفن میں مہارت و اختصاص کے درجے کو حاصل کرنا چاہیئے، زمانۂ قدیم میں بھی اور عصرِ حاضر میں بھی طب اور انجینیئرنگ اور سِول سروس کا میدان اس قابل رہا ہے کہ اس میں اعلیٰ قابلیت اور کامل درجے کی مہارت پیدا کی جائے!

خاص طور پر علمِ طب کا شعبہ ایسا ہے جس میں قابلیت ولیاقت پیدا کئے بغیر داخل ہونا گویا انسانی جانوں سے کھلواڑ کرنا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ طبابت کرنا شروع کردے اور وہ پیشۂ طب میں معروف و ماہر نہ ہو پھر اس کی وجہ سے کسی کی جان یا جسم کا نقصان ہوجائے تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔ (الطب النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱/ ۱۹۹، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۷۵۹۱)

(۴) مدینہ منورہ میں زمانہ جاہلیت کے دو مشہورِ زمانہ طبیب موجود تھے، جب اسلام آیا اور یہ حضرات حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تو انہوں نے پیشۂ طب کو بھی خیر آباد کہہ دیا اور توکل کی راہ اپنالی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ملی تو اس پیشہ کو جاری رکھنے کی تعلیم فرمائی، ان دونوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا طب میں خیر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! بلاشبہ جس ذات نے بیماری پیدا کی، اس نے دوا بھی اتاری ہے اور جس چیز میں جتنی شفاء رکھنی تھی وہ بھی رکھ دی۔ (الطب النبوی لابی نعیم: ۳۲)

حضرت سعد بن ابی رافعؓ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو نبی ﷺ عیادت کے لئے تشریف لائے اور اپنا دستِ مبارک میری چھاتی پر رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی، سرکارِ دوعالم ﷺ نے میری بیماری اور تکلیف کا اندازہ کرکے فرمایا: تم کو دل کی بیماری ہے لہذا تم حارث بن کلدہ سے رجوع ہو کیوں کہ وہ (قابلِ اعتماد) طبیب ہے، اس کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ نے ان کو پانچ یا سات عجوہ کھجوروں کی گھٹلیوں کو پیس کر استعمال کرنے کا نسخہ بھی اپنی جانب سے بتادیا۔(الطب النبوی:۷۳، سفر السعادۃ:۲۳۹، المعجم الکبیر للطبرانی:۵۴۷۹)

نبی پاک ﷺ کا اس پر بھی عمل تھا کہ غزوات وسرایا میں عموماً مرد وخواتین پر مشتمل اطباء کی گویا فرسٹ ایڈ ٹیم ساتھ رکھی جاتی تھی۔(الطب النبوی:۴۵-۴۷)

(۵) مسجدوں میں شروع زمانے سے لے کر آج تک محراب کے بازو میں جو ممبر پایا جاتا ہے اس کی تاریخ پر غور کیا جائے تو اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مذہبِ اسلام ہر زمانہ میں جدید صنعتوں سے فائدہ اٹھانے کے سلسلہ میں کس قدر فراخدل واقع ہوا ہے۔

علامہ قلقشندیؒ لکھتے ہیں:

اول من عمل المنبر تمیم الداری عملہ للنبی ﷺ و کان قد رأی منابر الکنائس بالشام

سب سے پہلے جس شخص نے منبر بنایا وہ تمیم داری ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بنایا تھا، اور ملک شام کے عبادت خانوں میں انہوں نے ممبروں کو دیکھا تھا۔(صبح الاعشی للقلقشندی ۱/۴۷۹ واسلامی معاشیات:۴۰)

جنگ کے میدانوں میں بھی زمانہ کی نئی ایجادات سے فائدہ اٹھانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی، مولانا مناظر احسن گیلانی کے بیان کے مطابق ''دبابوں'' اور ''منجنیق'' رومیوں کے حربی

ایجادات تھے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کو اختیار فرمایا۔(اسلامی معاشیات: ۳۸)

غزوہ خندق کے موقع پر مدینہ کے اِردگرد صرف چھ دن میں مسلمانوں نے پانچ کیلومیٹر طویل خندق کھود دی تھی، جس کی گہرائی پانچ گز اور چوڑائی بھی قریب اتنی ہی تھی، اس جدید تکنیک اور طریقہ جنگ کو حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے اپنایا گیا تھا، فارس اور ایران کے علاقوں میں اس جنگی چال کو آزمایا جاتا تھا، اہلِ عرب کے وہم وگمان میں بھی یہ چیز موجود نہ تھی، جب دشمن فوج مدینہ کے قریب آئی تو یہ منظر دیکھ کر ان کے ہوش وحواس اکھڑ گئے اور ان لوگوں نے بے ساختہ کہا: "واللہ ما ھذہ مکیدۃ کانت العرب تکیدھا" قسم خدا کی اس چال کو اپنی جنگوں میں عرب نے کبھی اختیار نہیں کیا تھا۔(اسلامی معاشیات: ۳۶)

(۶) حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص محنت وعمل کرتا ہے اور اپنی کاریگری وفن میں ثواب اور خیر کی نیت رکھتا ہے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے مانند ہے جنہوں نے اپنے ہی بچے کو دودھ پلایا اور اس پر اجرت ومعاوضہ بھی پایا۔(تفسیر ابن کثیر سورۃ القصص: ۱۲)

گویا حسنِ نیت کے ساتھ عصری علوم وفنون میں ترقی کرنے والا اور اپنے معاش کے دروازہ کو مضبوط بنانے والا اردو زبان کے اس محاورے کا مصداق ہوتا ہے کہ آم کے آم گھٹلیوں کے دام!

(۷) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تعلیم وہنر اس قدر اہمیت والی چیزیں تھیں کہ غزوۂ بدر میں جو دشمن قید ہو گئے تھے، ان میں سے جن کو لکھنا پڑھنا آتا تھا، ان کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا تھا کہ مدینہ منورہ کے دس دس بچوں کو ایک ایک قیدی کے حوالے کر دیا جائے اور وہ ان کو لکھنا پڑھنا سکھا دے اور پھر آزاد ہو جائے۔

مشہور کاتبِ وحی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ جن کے ذمہ دورِ صدیقی میں قرآن کو جمع کرنے کا کام سونپا گیا تھا، انہوں نے انہی قیدیوں سے لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔(طبقات ابن سعد: ۲/ ۶، سبل الھدی والرشاد: ۴/ ۲۹)

بعثت سے پہلے اور بعد:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کا وسیع وعریض خطّہ جہالت وناخواندگی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا، علامہ بلاذریؒ کی روایت کے مطابق عرب قوم کی شرح خواندگی کا عالم یہ تھا کہ مکہ شہر کے گردونواح میں آباد ہزاروں کی آبادی میں کل پندرہ سے بیس افراد ایسے تھے جو سادہ حد تک لکھ پڑھ سکتے تھے، ان کے علاوہ کسی کو اپنا نام تک لکھنا نہیں آتا تھا؛ (فتوح البلدان ا / ۴۵۳ باب امر الخط) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی برکت تھی کہ ابھی ایک صدی بھی گزرنے نہیں پائی تھی کہ یہی قوم علم وفن، تہذیب وثقافت اور سائنس وٹکنالوجی کے آسمان پر ستاروں کی طرح چمکنے لگی اور پوری دنیائے تاریک میں تہذیب وثقافت اور علوم وفنون کی روشنی پھیلانے لگی، روشنی کا یہ سفر صدیوں تک چلتا رہا اور مسلمانوں کے عروج کا ستارہ پورے عالم میں آب وتاب کے ساتھ جگمگاتا رہا اور پوری دنیا کی باگ دوڑ اور قیادت کا منصب بھی مسلمانوں ہی کے پاس رہا، لیکن جب سے مسلمانوں نے اس میدان سے کنارہ کشی کرلی، جمود وتعطل کو اپنالیا سخت کوشی کے بجائے عیش کوشی کے راستہ کو اختیار کرلیا اور دھیرے دھیرے اسلاف کے علمی ورثے کو کھودیا اور ان کی راہ ورسم سے بیزار ہوگئے تو اب نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ تعداد کی کثرت کے باوجود مسلمان دنیا کے نقشہ پر بے وزن ہوکر رہ گئے ہیں، ان کی آواز بے جان ہوکر رہ گئی ہے اور بحیثیتِ مجموعی امتِ مسلمہ غیروں کے رحم وکرم پر ہوکر رہ گئی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس غلامی وبے بسی کے دور سے ہم کو جلد از جلد نجات نصیب فرمائے۔ آمین!

مسلم سائنسدانوں کا سنہرا دور:

مسلمانوں نے اپنے دورِ عروج میں جس علم وفن کو بھی ہاتھ لگایا اس میں امامت کا درجہ حاصل کیا تھا، ان کی تحقیقات اور نتائجِ بحث سے آج بھی یورپ اور مغرب بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ ان کی سائنس وٹکنالوجی کی مکمل عمارت انہی بنیادوں پر کھڑی ہے۔

قرونِ وسطی میں چھوٹی چھوٹی مسلم آبادیوں میں بھی تعلیمی اداروں، عصری دانشگاہوں، طب اور فقہ وقانون کی جامعات کی بہتات تھی، صرف سسلی (Sicily) جیسے ایک چھوٹے سے شہر میں چھ سو پرائمری اسکول موجود تھے۔

اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا باقاعدہ ہسپتال اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک (86ھ تا 96ھ) کے زمانہ میں پہلی صدی ہجری میں ہی تعمیر ہوگیا تھا، بعد کے ادوار میں بعض بڑے ہسپتالوں کے ساتھ میڈیکل کالج بھی متعلق کردیئے گئے تھے، جہاں پوری دنیا کے طلبہ میڈیکل سائنس کی تعلیم حاصل کرتے تھے، دمشق کا نوری ہسپتال اور مصر کا ابن طولون ہسپتال اس سلسلے میں بڑے نمایاں تھے، ابن طولون میڈیکل کالج کی لائبریری میں صرف میڈیکل سائنس کی کتابیں ایک لاکھ سے زائد تعداد میں موجود تھیں۔

اسلامی اسپین کا کردار:

سائنس وٹیکنالوجی اور عصری علوم کی ترقی میں اسپین کے مسلم سائنسدانوں کے کردار کو بھلایا نہیں جاسکتا، سائنس وٹکنالوجی کی تاریخ؛ اسلامی اسپین کے بغیر نامکمل رہتی ہے، اسپین کے اموی دورِ حکومت میں شرحِ خواندگی سو فیصد تک پہنچ چکی تھی، وہاں کی لائبریریاں دنیا کی عظیم ترین لائبریریاں شمار ہوتی تھیں، اسلامی علوم سے لے کر عصری علوم تک کی تمام چھوٹی بڑی کتابیں؛ ان میں دستیاب ہوا کرتی تھیں، کہا جاتا ہے کہ اندلس کے دوسرے اموی خلیفہ حکمِ ثانی مستنصر باللہ (961ء تا 976ء) کی لائبریری اپنے دور میں دنیا کی سب سے بڑی لائبریری تھی، جہاں قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر مذہبی علوم کے علاوہ ہیئت (Astronomy)، ریاضی (Mathematics)، طب (Medical-Science)، نجوم (Astrology)، کیمیا (Chemistry)، طبیعیات (Physics)، فلسفہ (Philosophy)، منطق (Logic)، تاریخ (History) اور جغرافیہ (Geography) سمیت تمام علوم عقلیہ پر مشتمل چار لاکھ سے زیادہ بلکہ ایک روایت کے مطابق چھ لاکھ کتابیں موجود تھیں

،صرف اس لائبریری کا کیٹلاگ ۴۴ بڑی بڑی جلدوں پر مشتمل تھا۔ (اسلام اور جدید سائنس :۸۰-۱۵۰)

اسلامی اسپین میں ہر علم وفن کے اصحابِ فضل وماہرین موجود ہوا کرتے تھے، یہ سارے افراد اپنے اپنے میدانوں میں گویا آسمانِ تحقیق کے آفتاب ومہتاب تھے، ان محققین کے نام اور کارنامے آج بھی زندہ اور سائنسی انقلاب میں جان وروح کا درجہ رکھتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ یورپ نے اپنی قدیمی اسلامی دشمنی کے زیرِ اثر ان کے ناموں اور کاموں کے حلیے کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

علمِ جراحت (Surgery) کے بانی ابوالقاسم الزہراوی کا تعلق اسپین ہی سے تھا، الزہراوی نے علم الطب میں ایک ضخیم کتاب ''التصریف لمن عجز عن التالیف'' بھی لکھی ہے جس میں اس نے علم العلاج اور علم الدواء کے ساتھ ساتھ جراحت (Surgery) پر بھی خاص روشنی ڈالی ہے۔

احمد الحرانی اور عمر الحرانی ان دونوں بھائیوں نے آنکھوں کے امراض کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا اور اس فیلڈ میں خاصے مشاق (Expert) ہوئے، ابوالقاسم الزہراوی نے بھی آنکھوں کے آپریشن کے سلسلے میں ان کی تحقیقات سے استفادہ کیا ہے۔

عورتوں کے امراض بالخصوص ایامِ حمل اور جنین کی پرورش کے بارے میں اندلس میں عریب بن سعد الکاتب کا کوئی ہمسر نہ تھا، بچوں اور خواتین کے امراض کا ماہر معالج ہونے کے ناطے اس نے اس موضوع پر ''خلق الجنین وتدبیر الحبالیٰ والمولود'' کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی جس کا قلمی نسخہ اسپین میں محفوظ بھی ہے۔

یحییٰ بن یحییٰ ابن السمینہ اندلس اور اسپین کا سب سے پہلا ماہرِ فلکیات تھا، اس نے حصولِ علم کے لئے مشرقی اسلامی ممالک کا سفر کیا اور حساب، نجوم، ہیئت اور طب میں کافی مہارت پیدا کی، اس کے علاوہ اس دور میں علمِ فلکیات ونجوم میں مسلم بن قاسم اور ابوبکر بن عیسیٰ، ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ

زرقالی وغیرہ کے نام بھی قابل ذکر ہیں، ان اندلسی سائنسدانوں نے بہت سے آلاتِ رصد ایجاد کئے جن کی بدولت آج کی جدید ہیئت (Astronomy) کو مضبوط بنیادیں فراہم ہوسکیں، ہوائی جہاز کے تخیّل وامکان کے موجد عباس بن فرناس نے اپنے گھر میں ایک فلکیاتی کمرہ(Plane tarium) بنا رکھا تھا جس میں اس نے سیارانِ فلکی کی گردش، بادلوں کی حرکات اور آسمانی بجلی کی مصنوعی گرج چمک کا انتظام بھی کر رکھا تھا، (اسلام اور جدید سائنس: ۸۷-اندلس: ویکیپیڈیا)

طبی نباتات اور جڑی بوٹیوں کی تحقیق وافزائش کے لئے اسپین کے حکمران عبدالرحمن اول نے قرطبہ میں باقاعدہ حدیقہ نباتات طبیہ کے نام سے ایک اگریکلچرل ریسرچ فارم بنایا ہوا تھا جہاں اطباء اور نباتیوں(Botanists) کو پودوں کے خواص، ان کی افزائش اور اثرات پر تحقیق کے مکمل مواقع میسر تھے۔

اندلس کے نباتی نہ صرف طبی نباتات پہ تحقیق کرتے بلکہ ہر قسم کے اناج اور پیداوار کی فصلوں پر بھی تجربات کرتے، ملک کا اکثر حصہ دریاؤں اور ان سے نکالی جانے والی نہروں سے بہتر انداز میں سیراب ہوتا تھا، چنانچہ پورا ملک فصلوں سے لدا رہتا تھا حتی کہ پہاڑوں کو بھی بنجر نہیں رہنے دیا گیا، اکثر پہاڑی علاقوں میں انگور کی کاشت کی جاتی، اس کے علاوہ لیموں، امرود، سیب، انجیر، زیتون، بادام، کیلا آڑو، چکوترا، خربوزہ، انار، گندم، جو، چنا، جوار، مکئی اور چاول کی کاشت ملک بھر میں بڑے پیمانے پر ہوتی تھی، اور ان میں سے اکثر اجناس، بیرونِ ملک برآمد کر کے خطیر زرِ مبادلہ بھی کمایا جاتا تھا، ابوعبید البکری، ابوجعفر الغافقی، ابوالخیر اشبیلی، ابن العوام اور ابن البیطار وغیرہ اندلس کے اسلامی عہد کے نامور نباتی(Botanists) تھے۔ (اسلام اور جدید سائنس: ۱۵۰ ومابعدہ)

C.H.Haskin لکھتا ہے کہ: یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اسپین کے عرب مسلمان ہی مغربی یورپ کے تمام جدید علوم وفنون کا سرچشمہ اور منبع تھے

(Studies in the History of medical science)

مسلم سائنسدانوں کے کارناموں پر ایک نظر:

ماضی میں سائنسی وعصری علوم میں مسلمان سائنس دانوں نے جو محیّر العقول کارنامے انجام دیئے ہیں اور انفس وآفاق سے تعلق رکھنے والے تمام ہی علوم وفنون میں جو دادِ تحقیق دی ہے، اس مختصر سی تحریر میں نہ اس کا احاطہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی تفصیلی تذکرہ، اس لئے اس موقع پر صرف اسلامی تاریخ کے بعض نامور سائنسدانوں کے نام اور ان کے فنِ اختصاص کے تذکرہ پر مشتمل ایک فہرست پیش کرنے پر اکتفا کیا جارہا ہے تاکہ موجودہ مسلمانوں کو اپنی عظمتِ رفتہ کا احساس ہو، اور وہ پستی اور مایوسی کی نفسیات سے نکل کر عظمت وعروج کی شاہراوں پر دوبارہ اپنے آپ کو ڈالدیں اور اسلاف کے نقشِ قدم پر چل کر دینی وعصری ہر دو لحاظ سے دنیائے انسانیت میں اپنی افادیت واہمیت کو ثابت کرسکیں!

نمبر شمار	نام سائنس دان وسنِ وفات	شعبۂ تحقیق	کتابیں
1	خالد بن یزید (۸۵ھ- ۷۰۴ء)	دنیائے اسلام کا اوّلین شہرت یافتہ طبیب وماہر کیمیاء گر	(۱) السر البدیع فی فک الرمز المنیع (۲) فردوس الحکمۃ فی علم الکیمیاء (۳) کتاب الرحمۃ فی الکیمیاء

2	محمد بن اسحاق (۱۵۱ھ-۷۶۹ء)	عہدِ آدم علیہ السلام سے عہدِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کی پوری انسانی تاریخ مرتب کرنے والا	(۱)المبتداء والمبعث و المغازی، اس کتاب کے تین حصہ ہیں: اول حصہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک ، دوسرے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور تیسرے حصہ میں بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلافتِ راشدہ تک کے حالات درج ہیں

3	ابو اسحاق ابراہیم بن جندب الفزاری (۱۶۰ھ-۷۷۷ء)	ماہر فلکیات اور چاند تاروں اور باقی اجرام فلکی کا درست مشاہدہ کرنے کے لئے اصطرلاب (خاص قسم کی دوربین) کو ایجاد کرنے والا، ابو اسحاق فزاری کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے عصری علوم کی ایک ضرورت کو پورا کرنے کے لیے باقاعدہ سنسکرت زبان سیکھی اور اس زبان کی -سدھانتا- نامی کتاب کا الزیج علیٰ سنی العرب یا السند ہند الکبیر کے نام سے عربی زبان میں ترجمہ کیا، یہ کتاب علمِ ہیئت وفلک کی مفید معلومات پر مشتمل تھی	(۱) کتاب المقیاس للزوال (۲) کتاب الزیج علی سنی العرب (۳) کتاب العمل بالاسطرلاب المسطح

4	جابر بن حیّان Geber (۱۹۷ھ-۸۱۳ء)	بابائے کیمیاء، تقریباً پانچ سو کتابوں کا مصنف بارہویں صدی عیسوی میں عربی سے لاطینی زبان میں پھر ۱۶۷۸ء میں لاطینی سے انگریزی زبان میں اس کی دسیوں کتابوں کا ترجمہ ہوا	(۱)اسرار الکیمیاء (۲)اصول الکیمیاء (۳)الکیمیاء الجابریۃ (۴)صندوق الحکمۃ (۵)حل الرموز
5	حجاج بن یوسف مطر (۲۱۸ھ-۸۳۳ء)	علم ہندسہ و جامیٹری اور علم ہیئت کا زبردست ماہر	(۱)العناصر لاقلیدس کا مترجم

6	محمد بن موسیٰ خوارزمی (۲۳۲ھ-۸۴۷ء)	ریاضی کا زبردست ماہر اورالجبرے کا موجد اور مامون الرشید کی فرمائش پہ ''علم الحساب'' اور ''الجبر والمقابلہ'' نامی معرکۃ الاراء کتابیں تصنیف کرنے والا	(۱)المختصر فی حساب الجبر والمقابلۃ، ۱۱۴۵ء میں لاطینی زبان میں ترجمہ ہوااور یورپ اسی کتاب کی بدولت الجبرا سے متعارف ہوااور سولھویں صدی تک یورپ کی جامعات میں نصابی کتاب کے طور پراس کو پڑھایا جاتا رہا (۲)علم الحساب بارہویں صدی عیسوی میں اس کتاب کا بھی لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا (۳)علم المثلثات
7	عباس بن سعید الجوہری (۲۴۵ھ-۸۶۰ء)	ماہر فلکیات اور آلاتِ رصدیہ میں جدت اور خوبی پیدا کرنے والا	(۱)تفسیرات کتاب اقلیدس (۲) کتاب الاشکال

8	ابو الحسن الطبری علی بن سہل بن ربن (۲۴۷ھ-۸۶۱ء)	باکمال طبیب اور فلسفہ وعلمِ نجوم کا ماہر	(۱) فردوس الحکمۃ (۲) منافع الاطعمۃ (۳) حفظ الصحۃ (۴) تحفۃ الملوک
9	احمد بن محمد کثیر الفرغانی Alfraganus (۲۴۷ھ-۸۶۱ء)	زمین کے محیط کی پیمائش کرنے والا، طغیانی ناپنے والے آلے اور دھوپ کی گھڑی کا موجد	(۱) الکامل فی صناعۃ الاسطرلاب (۲) بناء الساعات الشمسیۃ (۳) جوامع یا اصول علم النجوم بارہویں صدی عیسوی میں لاطینی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا، کولمبس اور اس جیسے محققین کے لیے یہ کتاب بھی جغرافیائی دریافتوں کے سلسلہ میں رہنما ومددگار بنی رہی اور سترہویں صدی تک یورپ کی جامعات میں فلکیات کے فن کی نصابی کتاب بنی رہی

10 11 12 13	موسیٰ بن شاکر محمد بن موسیٰ احمد بن موسیٰ حسن بن موسیٰ (۲۵۹ھ-۸۷۲ء) تخمیناً	موسیٰ بن شاکر اور اس کے تینوں بیٹے علوم ریاضی وفلکیات میں ایک سے بڑھ کر ایک تھے خاص طور پر احمد بن موسیٰ تو دنیا کے اولین میکانیکل اور سیول انجینئروں میں شمار ہوتا ہے	(۱) کتاب الحیل (۲) فی قسمۃ الزاویہ الیٰ ثلاثۃ اقسام (۳) الشکل المدور والمستطیل
14	یعقوب بن اسحاق کندیAlkindus (۲۵۹ھ-۸۷۳ء)	ماہر علم ہیئت وفلسفہ اور طبیعیات وریاضیات اور طب وکیمیاء کے میدان کا ماہر اور ان موضوعات پر دوسواسی کتابوں کا مصنف	(۱) الفلسفۃ الاولیٰ (۲) رسالۃ فی علل الاوضاع النجومیۃ (۳) رسالۃ فی الطب البقراط (۴) رسالۃ فی استعمال الحساب الھندسی اس کے بھی دسیوں رسائل کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا
15	احمد بن عبد اللہ حبش حاسب (۲۶۱ھ-۸۷۴ء)	مشہور زمانہ ریاضی داں اور (Trigonometrical Tables) کا وضع کرنے والا	(۱) الابعاد والاجرام (۲) الزیج الممتحن (۳) الاجسام والمسافات

16	ابومعشر البلخی Albumaser (۲۷۲ھ-۸۸۶ء)	مایہ ناز فلکی وریاضی دان	(۱) الاتصالات وقرانات الکواکب (۲) موالید الرجال والنساء (۳) المدخل الکبیر، ۱۱۳۳ء میں لاطینی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا
17	عباس بن فرناس (۲۷۴ھ-۸۸۷ء)	ہوائی جہاز کی تکنیک کا موجد وتجربہ کنندہ اور سیارگاہ (Plane tarium) کا نظام پیش کرنے والا	عباس بن فرناس نے متعدد کتابیں لکھیں اور ترجمے بھی کیے مگر افسوس کہ ان کے نام تک معلوم نہیں
18	علی بن عیسیٰ الاصطرلابی (۲۸۳ھ-۸۹۶ء) تخمیناً	علم ہیئت وہندسہ کا ماہر اور اجرام فلکی کے باہمی فاصلہ کی پیمائش کا طریقہ دریافت کرنے والا، عالی دماغ سائنسدان	(۱) رسالۃ فی الاسطرلاب (۲) الصحیفۃ الآفاقیۃ (۳) العمل بالاسطرلاب
19	ثابت بن قرّۃ الحرّانی (۲۸۸ھ-۹۰۱ء)	علم ہیئت وریاضی وعلم تشریح الاعضاء کا ماہر، شمسی سال کی طوالت کا درست اندازہ کرنے والا اوّلین سائنس دان	(۱) کتاب فی مسائل الھندسیۃ (۲) کتاب فی ترکیب الافلاک (۳) کتاب للمولودین فی سبعۃ اشھر

20	ابوبکرمحمد بن زکریا رازی (۳۱۳ھ-۹۲۵ء)	رازی کو اعظم اطباء الانسانیة علی الاطلاق (دنیائے طب کا بے تاج بادشاہ) کہا گیا، دوسو سے زائد طبی کتابوں کا مصنف اور چیچک کے علاج، بے ہوش کرنے کا طریقہ اور الکحل اور نشتر کا موجد، رازی کی تیس جلدوں پر مشتمل الحاوی فی الطب یورپ کی جامعات میں چار سو سال تک داخلِ نصاب رہی، پھر ۱۴۸۶ء میں لاطینی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا اور سترہویں صدی تک طب کی دنیا میں اس کا غلغلہ رہا	(۱) تاریخ الطب (۲) المنصور فی الطب (۳) الجامع فی الطب (۴) الادویہ المفردہ (۵) کتاب الاعصاب

21	جابر بن سنان البتانی (۳۱۶ھ-۹۲۹ء)	عظیم ہیئت داں اور سورج اور زمین کی گردش پر تحقیق کرنے والا	(۱) معرفۃ مطالع البروج (۲) تعدیل الکواکب (۳) الزیج الصابئ، اس اخیر والی کتاب کا بارہویں صدی عیسوی میں لاطینی، ہسپانوی اور ۱۸۹۹ء میں روما زبان میں ترجمہ ہوا
22	سنان بن ثابت الحرانی (۳۳۱ھ-۹۴۳ء)	ماہر علمِ ہیئت و ریاضی دان اور موبائیل کلینک کی شکل رائج کرنے والا	(۱) رسالۃ فی النجوم (۲) رسالۃ فی الاستواء (۳) رسالۃ فی قسمۃ ایام الجمعۃ علی الکواکب السبعۃ
23	ابو نصر فارابی (۳۳۹ھ-۹۵۰ء)	عظیم ترین فلسفی و مفکر، کائنات کا محقق، تہذیب و معاشرت اور علم الاخلاق کا نکتہ داں، ایک سو سے زائد قیمتی کتابوں کا مصنف دنیا نے اسے معلّم ثانی کا خطاب دیا	(۱) الموجود الذی لیس لوجودہ سبب (۲) المسائل الفلسفیۃ والاجوبۃ عنہا (۳) النفوس الانسانیۃ (۴) اغراض فلسفۃ افلاطون وارسطو

24	ابو الحسن احمد بن محمد طبری (۳۵۹ھ-۹۷۰ء)	خارش کے کیڑوں Mite-itch کو دریافت کرنے والا دنیا کا اولین طبیب	(۱)المعالجۃ البقراطیہ
25	ابومنصور موفق بن علی الھروی (۳۶۶ھ-۹۷۶ء)	علم الادویہ کا ماہر اور باکمال نباتی اور کیمیائی	(۱)الابنیۃ فی حقائق الادویۃ
26	عریب بن سعید الکاتب القرطبی (۳۶۹ھ-۹۸۰ء)	عالی دماغ طبیب اور امراضِ زنانہ کا محقق	(۱) عیون الادویہ (۲)خلق الجنین وتدبیر الحبالیٰ والمولودین
27	علی بن عباس (۳۸۴ھ-۹۹۴ء)	ماہر طبیب اور بعض طبی تحقیقات کا موجد	(۱) کامل الصناعۃ الطبیّۃ (الکتاب الملکی) ۱۱۲۷ء میں لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا
28	ابوالوفاء محمد بن محمد بوزجانی (۳۸۸ھ-۹۹۸ء)	علم ریاضی اور علم ہیئت کا باکمال استاد اور علم ریاضی کے مشہور مسئلہ (Regular hed tagon) کا حل دریافت کرنے والا	(۱)الکامل فی حرکات الکواکب (۲)مایحتاج الیہ العمّال والکتّاب من صناعۃ الحساب

29	علی بن عیسیٰ الکحال Jesuocculist (۴۰۰ھ-۱۰۱۰ء)	امراض چشم کا ماہر ڈاکٹر، اس کی ایک کتاب تذکرۃ الکحالین کا لاطینی، ہبرون، جرمنی، ترکی، فارسی اور انگریزی زبانوں میں ترجمہ ہوا اور اٹھارہویں صدی تک یہ کتاب اپنے موضوع پر مرجع بنی رہی	(۱) تذکرۃ الکحالین (۲) منافع اعضاء الحیوان (۳) رسالۃ فی علم الاسطرلاب
30	ابوالقاسم الزہراوی Abulcasis (۴۰۳ھ-۱۰۱۳ء)	دنیائے طب کا اولین سرجن اور آلات سرجری کا موجد گویا جدید سرجری کا باوا آدم، دسیوں پیچیدہ امراض کا علاج دریافت کرنے والا، زہراوی کی تیس جلدوں پر مشتمل التصریف لمن عجز عن التالیف کا بارہویں صدی عیسوی میں لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا اور اس کتاب نے یورپ کی درسگاہوں میں پانچ سو سال تک اپنا دبدبہ قائم رکھا	(۱) التصریف لمن عجز عن التالیف (۲) مختصر المفردات وخواصّھا (۳) کتاب فیہ اسماء العقاقیر

31	ابوالقاسم عمار الموصلی (۴۱۱ھ-۱۰۲۰ء)	امراضِ چشم وموتیابند کا ماہر معالج وسرجن	(۱) جراحات العیون وبیان لتشریحھا (۲) المنتخب فی علاج امراض العین چودھویں صدی کے اواخر میں ہبرون زبان میں اس کا ترجمہ ہوا پھر ۱۹۰۵ء میں جرمنی زبان میں شائع ہوئی
32	احمد بن محمد السجز ی (۴۱۴ھ-۱۰۲۴ء)	علم ہیئت کا ماہر اور گردش زمین کا نظریہ پیش کرنے والا مشہور سائنسدان	(۱) الجامع الشاہی (۲) صدّ الباب

33	شیخ بوعلی سینا (۴۲۷ھ-۱۰۳۷ء)	علم طب و فلسفہ کا ماہر اور دوسو چھہتر کتابوں کا مؤلف،اس کی مشہورِ زمانہ کتاب- القانون فی الطب-لگاتار سات صدیوں تک علمِ طب کا اہم ترین مرجع بنی رہی اور سترہویں صدی کے وسط تک یورپ کے جامعات کا حصہ رہی اور اس کی دوسری کتاب -الشفاء-طبیعی اور مابعد الطبیعی علوم کا انسائیکلو پیڈیا تسلیم کی گئی	(۱)القانون فی الطب (۲)الشفاء (۳)الاشارات والتنبیهات (۴)دفع المضار الکلیہ عن الابدان الانسانیة (۵)رسالة فی تشریح الاعضاء
34	ابن الہیثم (۴۳۰ھ-۱۰۴۰ء)	علم بصریات کا ماہر، پردہ بصارت (Retina) کی حقیقت پر صحیح طریقہ سے بحث کرنے والا اور علم البصریات پر چودہ کتابوں سمیت دوسو سے زائد کتابوں کا مصنف	(۱)میزان الحکمة (۲)رسالة فی الضوء (۳)کتاب المناظر بارہویں صدی میں لاطینی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا

35	ابوریحان البیرونی (۳۶۰ھ-۱۰۴۸ء)	علم ہیت وریاضی کا ماہر، عظیم فلسفی، باکمال نجومی، جغرافیہ دان، ریاضی کا مقبول عام فارمولے وضع کرنے والا، ارضیات وآثارقدیمہ کا بے مثال محقق اور (Pharmacology) کا مرتب اور عربی فارسی کے علاوہ سنسکرت، عبرانی ، سریانی اور یونانی زبانوں پر عبور رکھنے والا	(۱)القانون المسعودی (۲)تحقیق ماللھند (۳)الصیدنۃ فی الطب (۴)الجماہر فی معرفۃ الجواہر
36	ابوالحسن علی بن احمد النسوی (۴۶۷ھ-۱۰۷۵ء)	عالی دماغ ریاضی دان ،حساب کے جدید اور آسان طریقوں کو وضع کرنے والا، گھڑی کے ڈائل پر لکھے ہوئے ہندسے اور وقت کی منٹوں اور سیکنڈوں میں تقسیم اسی کی ذہانت کا کرشمہ ہے	(۱)المقنع فی الحساب الھندی (۲)ھندسہ اقلیدس فی اید عربیۃ

37	ابوحاتم مظفرالاسفزاری (۵۰۹ھ-۱۱۱۶ء)	طبیعات و ریاضیات کا ماہر قیمتی دھاتوں کی قدر پہچاننے والا (Metalurgist) نیز ایک ایسی نازک ترازو کا موجد جس سے سونا اور دیگر قیمتی دھاتوں میں ملاوٹ کا پتہ چل جائے	(۱)ارشاد ذوی العرفان الی صناعۃ القبان (۲)اختصار الاصول لاقلیدس (۳)ارشمید المقیاس
38	عمر بن خیّام (۵۲۵ھ-۱۱۳۱ء)	فلسفی وشاعر، فلکیات وہیئت کا زبردست عالم، ماہر ریاضی دان، ماہر موسمیات وتقویم، اہل یورپ عمر بن خیام کو ریاضی دان اعظم تسلیم کرتے ہیں	(۱)قسمۃ ربع الدائرۃ (۲)الجبر والمقابلہ (۳)میزان الحکم متعدد عالمی زبانوں میں ترجمہ ہوکر اس کی کتابیں شائع ہوئیں
39	ابن باجہ محمد بن یحییٰ الصائغ التجیبی (۵۳۳ھ-۱۱۳۸ء)	فلسفہ، طب، ادویہ سازی، کیمیاء، انجینئرنگ ، ہیئت ، ادب وغیرہ علوم وفنون کا ماہر	(۱) کلام علی شئ من کتاب الادویۃ المفردہ لجالینوس (۲) کلام فی المزاج بما ھو طبٌ (۳) کتاب التجربتین

40	ابن زہر الاشبیلی (۵۵۷ھ-۱۱۶۲ء)	شاہی طبیب، ماہر نبّاض و تشخیص کار، گردے کی پتھری کا ماہر معالج	(۱) الاغذیۃ (۲) رسالۃ فی علتی البرص والبہق (۳) التیسیر فی المداواۃ والتدبیر، لاطینی زبان میں ترجمہ ہو کر عام ہوئی
41	ابن رشد Averroes (۵۹۵ھ-۱۱۹۸ء)	عظیم سائنس دان فلسفی، ادیب، قاضی وفقیہ اور اِن علوم میں ایک سو آٹھ کتابوں کا مصنف، سورج کی سطح پر پائے جانے والے دھبوں کا انکشاف کرنے والا	(۱) الکلیات فی الطب (۲) جوامع کتب ارسطا طالیس (۳) بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد

42	ابن بیطار (۶۴۶ھ-۱۲۴۸ء)	ماہر نباتی اور دنیا بھر کی جڑی بوٹیوں کا کامیاب ریسرچ کرنے والا، چودہ سو سے زیادہ طبی ادویات اپنی کتاب میں جمع کرنے والا	(۱)المغنی فی الادویۃ المفردہ (۲)الاقرباذین (۳)الجامع لمفردات الادویۃ والاغذیۃ، یہ کتاب سولہویں صدی عیسوی تک نباتیوں کا سرمۂ چشم بنی رہی ۱۷۵۸ء میں لاطینی زبان میں پھر فرانسسی زبان میں بھی ترجمہ ہوا
43	نصیرالدین طوسی (۶۷۲ھ-۱۲۷۴ء)	فلکیات کا ماہر حساب اور الجبرا کا نامور محقق	(۱)التذکرۃ فی علم الہیئۃ (۲)قواعد الھندسہ (۳)شکل القطاع، اس کتاب کا فرانسسی، لاطینی اور انگریزی زبانوں میں ترجمہ ہوا اور یہ کتاب صدیوں تک اہلِ یورپ کی ضرورت بنی رہی

44	لسان الدین ابن الخطیب (۶۷۷ھ-۱۳۷۴ء)	عظیم الشان مؤرخ، جغرافیہ دان ،فلسفی اور متعدی امراض کی تحقیق پیش کرنے والا اور ساٹھ کتابوں کا مصنف	(۱)الاحاطۃ فی اخبار غرناطۃ (۲)اوصاف الناس فی التواریخ والصلات (۳)تحفۃ الکتاب
45	ابن خلدون (۸۰۸ھ-۱۴۰۶ء)	بلند پایہ مؤرخ اور فلسفی، سماجیات وعمرانیات کا ماہر بلکہ اِن علوم کا بانی ومؤسس	(۱)مقدمہ ابن خلدون (۲) کتاب العبر ودیوان المبتداء والخبر (تاریخ ابن خلدون) (۳)شفاء السائل وتہذیب المسائل

(ماخوذ از: اسلام اور جدید سائنس۔عصری علوم-ویکی پیڈیا؛ انگریزی، عربی واردو)

موجودہ دور میں مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی:

ڈاکٹر منموہن سنگھ کی حکومت میں دلی ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس راجندر سچر کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کا سروے کر کے اعداد وشمار کی روشنی میں ان کی اقتصادی، تعلیمی اور سماجی حیثیت کے بارے میں معلومات اکھٹا کی جائیں، سچر کمیٹی نے نومبر ۲۰۰۶ء میں حکومت ہند کو جواپنی رپورٹ پیش کی، اس میں تینوں میدانوں اور محاذوں پر مسلمانوں کی ابتر صورتحال اور مظلومی کو صاف لفظوں میں بیان کیا گیا، تعلیمی میدان میں مسلمانوں کی حالت دلتوں سے بھی بدتر ہے، اعلی تعلیمی اداروں اور سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی ان کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے بہت معمولی ہے جبکہ جیلوں میں ان کی تعداد ان کی آبادی کے لحاظ سے کہیں زیادہ ہے، سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق ۲۵ رفیصد مسلم بچوں نے

اسکول کا منہ تک نہیں دیکھا،سو بچوں میں سے صرف پانچ بچے ہی گریجویشن مکمل کر پاتے ہیں اور ۱۳۵؍
اعلی پی ایچ ڈی میں صرف ایک مسلم ہوتا ہے۔

نیشنل سیمپل سروے آفس (این ایس ایس او 2018-2017) کے سروے کے مطابق ۱۲؍سال سے لیکر ۲۴؍سال کی عمر تک کے صرف ۳۹؍فیصد مسلمان ہی تعلیم حاصل کر پاتے ہیں جبکہ گریجویٹ ہونے والے مسلمان صرف ۱۴؍فیصد ہیں۔

مذکورہ اعداد وشمار سے ملتِ اسلامیہ کی تعلیمی پسماندگی اور عصری تعلیم کے شعبوں سے دوری کا خوب اندازہ ہوتا ہے،مسلمانوں کی تعلیمی میدانوں میں ترقی کے لئے فی الحال درجِ ذیل تجاویز پر فوری عمل آوری انتہائی ضروری ہے۔

چند تجاویز:

(۱) مسلمانوں میں تعلیمی شعور بیدار کرنا،تعلیم کے فائدوں اور ترکِ تعلیم کے نقصانات سے ان کو آگاہ کرنا،مسجد کے ممبروں اور عوامی اسٹیجوں سے اس کی سرگرم مہم چلانا،قرآن وحدیث اور اسلاف کے اقوال وکارناموں کی روشنی میں ان کے اندر نیا جوش اور ولولہ پیدا کرنا۔

(۲) تعلیم کے مواقع ان کو فراہم کرنا،مسلمان بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد غربت وافلاس اور معاشی تنگیوں کے باعث اپنا تعلیمی سفر یا تو شروع ہی نہیں کر پاتی یا اس کو جاری نہیں رکھ سکتی ایسے بچوں کا محلہ جاتی سطح پر سروے کر کے ان کی تعلیمی کفالت کا بندوبست کرنا اور اس سے بھی منظم صورت یہ ہے کہ ہر محلہ یا علاقے میں ایسے اسکولس قائم کرنا جہاں مفت یا رعایتی فیس پر معیاری عصری تعلیم کا انتظام ہو،اہل ثروت اور اصحابِ خیر حضرات اس معاملہ میں دلچسپی لیں اور آگے آئیں تو امتِ مسلمہ پر ان کی طرف سے بڑا احسان ہوگا اور ان کے لئے دارین کی سعادتوں اور برکتوں کا ذریعہ ہوگا۔

(۳) دینی تعلیم ہو کہ عصری تعلیم اس کی پشت پر اسلام کا ایسا مضبوط اخلاقی نظام قائم ہے جو

بندے کوخودغرضی اور مادہ پرستی سے بچائے رکھتا ہے، ایسے میں مسلم بچے اگرعصری علوم سے آراستہ ہوں گے تو ملک وقوم کی صحیح معنوں میں خدمت کی مثالیں عام ہوں گی، اسی لئےعصری علوم حاصل کرنے والے ہر طالب علم کے لئےضروری ہے کہ وہ اپنی نیت کو پاکیزہ رکھے، رضائے الٰہی کے اعلیٰ مقصد کو پیش نظر رکھےاور اسلامی ہدایات کے مطابق تعلیمی اخلاقیات سے خود کو آراستہ کرے۔

(۴) گورنمنٹ کی طرف سے بہت ساری تعلیمی اسکیمیں اور طلبہ کے لئے رعایتیں وقفہ وقفہ سے جاری ہوتی رہتی ہیں، عام طور پر مسلم قوم ان سے واقف نہیں رہتی یا اس سلسلے کی صحیح معلومات اور فائدہ اٹھانے کے طریقوں سے اس کو واقفیت نہیں ہوتی، اس پس منظر میں شخصی طور پر بھی اور تنظیمی طور پر بھی اس تعلق سے صلاحیت مند افراد کو آگے آنا چاہیئے اور ان اسکیموں اور رعایتوں سے ضرورت مندوں کو متعارف کروانا چاہیئے، موجودہ دور کے بعض مفتیان کرام نے غریب اور غیر مستطیع طلبہ کے لئے تعلیمی لون حاصل کرنے کی بھی مشروط اجازت دی ہے، اگرکسی کو اس طرح کی کوئی مجبوری درپیش ہو تو اپنے حالات کسی معتبر وماہر مفتی کے سامنے رکھ کر اس گنجائش سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

(۵) یہ بڑی افسوسناک حقیقت ہے کہ اس وقت امت مسلمہ کے کم سن نوعمر لڑکےلڑکیاں اور جوان لڑکےلڑکیاں فضولیات اور تضییعِ اوقات کے عادی بن چکے ہیں، رات دیر گئے تک جاگنا اور صبح دیر سے اٹھنا ان کا مزاج بن چکا ہے اکثر بلکہ ننانوے فیصد لڑکے انٹرنیٹ اور یوٹیوب کی غلاظتوں اور گندگیوں کا مشاہدہ کرکے اپنی جوانی اور اپنی صحت اور اپنے دل ودماغ کی یکسوئی کو تیزی کے ساتھ کھو رہے ہیں۔

اگر ان کو تعلیمی میدان میں لانا اور اس میں آگے بڑھانا ہو تو ان کی ایمانی اخلاقی اور نفسیاتی تربیت بھی انتہائی ضروری ہے، اس سلسلے میں ان کے لب ولہجہ ان کے مزاج ومذاق اور موجودہ دور کی نفسیات کا لحاظ رکھنے والے علماء وصلحاء اور دعاۃ کی ایک جماعت کو بھی سرگرم عمل رہنے کی ضرورت ہے۔

امید ہے کہ ان تجاویز پر اگر عمل درآمد ہو تو بہت کم وقت میں امتِ مسلمہ کی تعلیمی زبوں حالی دور ہوسکتی ہے اور ان کے شاندار ماضی کی طرح تابناک مستقبل کا سورج بھی بہت جلد طلوع ہوگا۔

وماذلک علی اللہ بعزیز!!

مؤلف کی دیگر کتابیں

(۱) عاملین اور مُحصّلین زکوٰۃ - ایک تجزیہ

یہ اپنے موضوع پر ایک مفصل اور جامع کتاب ہے، جس میں نصوص اور عبارات فقہاء کی روشنی میں صحیح نتیجہ تک پہونچنے کی کوشش کی گئی ہے، اس میں جمہور علماء کی رائے کو اختیار کیا گیا ہے۔

(۲) طہارت اور نماز کے مسائل - قرآن و حدیث کی روشنی میں

فقہ حنفی کے مطابق طہارت و نماز کے مسائل کو قرآن وحدیث سے مدلل کیا گیا، حوالہ جات کا غیر معمولی اہتمام ہے، حدیث کی صحت وسقم اور اس کے درجہ کو بھی بیان کیا گیا ہے، مسائل میں پائے جانے والے اختلافات ائمہ کی بھی نشاندہی اس میں کی گئی ہے، زبان عام فہم اور شستہ ہے۔

(۳) صدائے حق

یہ ان مختلف علمی واصلاحی مضامین کا مجموعہ ہے؛ جو مختلف حالات وواقعات کے تناظر میں لکھے گئے، جن میں سے اکثر ملک و بیرون ملک کے مشہور جرائد ومجلوں میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

(۴) سکونِ خانہ

یہ کتاب انتہائی بیش بہا اور معلومات افزاء ہے، اس میں رشتہ ازدواج کی نزاکت وتقدس، میاں بیوی کا مقام ومرتبہ، دونوں کے ایک دوسرے پر قانونی واخلاقی حقوق وغیرہ پر سیر حاصل بحث ہے۔

(۵) علمی بے راہ روی کے اسباب اور جاوید احمد غامدی کے بعض نظریات کا جائزہ

اس کتاب میں علمی بے راہ روی کے اسباب پر بہت خوب روشنی ڈالی گئی ہے اور موجودہ دور کے بعض جدید نظریات اور اسلاف سے ہٹ کر اپنا نقطہ نظر پیش کرنے والوں میں بالخصوص جاوید احمد غامدی کے کچھ نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے۔